باب ذکر الموت والاستعداد له

شرح حدیث مبارکہ 51) حدثنا محمود بن غیلان

ہر شخص کی موت اسکی دنیاوی لذتیں کھانے پینے سونے وغیرہ کے مزے فنا کر دیتی ہے ہاں مؤمن مردے کو زندوں کے ذکر اور تلاوت قرآن سے لذت آتی ہے۔ نیز زیارت کرنے والے سے انس ہوتا ہے۔ برزخی لذتیں پاتا ہے جو یہاں کی لذتوں سے کہیں اعلیٰ ہیں۔ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ مردے کو تلاوت و ایصال ثواب سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہاں لذتوں سے جسمانی لذتیں مراد ہیں نہ کہ روحانی۔

اور یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف نہیں۔

علماء فرماتے ہیں: اور جو روزانہ موت کو یاد کر لیا کرے اس کے لیے درجۂ شہادت ہے۔

لذت کو فنا کر دینے والی چیز کو بہت یاد کیا کرو: یہ درحقیقت غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے لیے 1 بڑی اور مؤثر نصیحت ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موت کو یاد کرنا غافل کے دل کو زندہ کرتا ہے۔

حضرت شیخ عارف باللہ مولانا نور الدین رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ 1 تھیلی نما چیز بنا کر اپنے پاس رکھتے تھے جس پر "موت" کا لفظ لکھا ہوا ہوتا تھا۔ جب کوئی شخص

Scanned with CamScanner

ان کا مرید ہوتا تو وہ اس تھیلی کو اس مرید کی گردن میں لٹکا دیتے تھے

تاکہ اس کے دل پر ہر وقت یہ احساس طاری رہے کہ موت بالکل

قریب ہے، دور نہیں ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ گویا اس طریقہ سے

سالکین طریقت کی تربیت فرماتے تھے اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ کسی

وقت غافل نہ ہوں اور بیداری کے ساتھ طاعت و عبادت اور ذکر اللہ

میں لگے رہیں۔

شرحِ حدیث مبارکہ (52) حدثنا الزبیر بن بکار

اچھا اخلاق اللہ ﷻ کے ہاں درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

موت کا ذکر کرنے سے دل کی غفلت دور ہوتی ہے۔

موت کو یاد رکھنے سے آخرت کے لیے تیاری کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔

اصل عقل مندی آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے محنت کرنا ہے۔ ⇐

دنیا کی فانی اور بے حقیقت اشیاء پر پوری توجہ لگا دینا بے وقوفی ہے۔

شرحِ حدیث مبارکہ (53) ھشام بن عبد الملک

ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

الکَیِّسُ: وہ شخص ہے، جو اپنے نفس کو اللہ کے حکم کے تابع کرے،

احکامِ الٰہی کے سامنے جھکتے ہوئے ان پر عمل کرے۔

امام ترمذی اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: دَانَ نَفسَہ کا معنی یہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ اپنے احوال واقوال و اعمال کا محاسبہ کرے۔ اگر اپنے اعمال درست
لگیں تو شکر الٰہی بجا لائے۔ اگر اعمال میں برائی نظر آئے تو بھی توبہ کرے۔
اعمال میں جو کمی و کوتاہی کرے، اسکو پورا کرلے اور حسابِ آخرت
سے پہلے اپنا حساب خود کرلے۔

العاجزُ: وہ بیوقوف انسان ہے جو گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے
اور بغیر توبہ و استغفار کے جنت کی امید کرے یعنی حرام کام کرے
واجبات و فرائض کو چھوڑے، توبہ بھی نہ کرے اور جنت میں
جانے کی امید بھی رکھے۔

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عمل کے بغیر
جنت کی طلب گناہ ہے۔ بغیر کسی تعلق و سبب کے شفاعت کی
امید رکھنا فریب کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے
رحمت کی امید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔

"**احیاء العلوم میں ہے:** بندے کا اپنے دن بھر کے اعمال میں
کمی بیشی کا اندازہ لگانے کے لیے غور و فکر کرنا محاسبہ کہلاتا ہے۔"

عقلمند وہی ہے جو نیکیوں کے حصول کی سعادت
پا کر انہیں بھول جائے اور گناہ صادر ہو جائیں تو انہیں یاد رکھے اور
اپنی اصلاح کے سلسلے میں سعی کرے۔ خود کو اللہ کے قہر و عذاب سے

ڈرتا رہا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے لوگو! اپنے اعمال کا اس سے پہلے محاسبہ کرلو کہ قیامت آجائے اور اُن کا حساب لیا جائے۔

بہت بڑے عالم حضرت احنف بن قیس رات کے وقت چراغ ہاتھ میں اٹھا لیتے اور اس کی لو پر انگوٹھا رکھ کر اس طرح فرماتے: اے نفس! تو نے فلاں کام کیوں کیا؟ اور فلاں چیز کیوں کھائی؟ یعنی اپنا محاسبہ کرتے کہ اگر میرے نفس نے غلطی کی ہو تو اس کو تنبیہ ہو کہ یہ چراغ کی لو جو کہ بہت ہی ہلکی آگ ہے پھر بھی ناقابلِ برداشت ہے تو بھلا جہنم کی بھیانک آگ برداشت کرنا کیونکر ممکن ہوگا۔

شرحِ حدیثِ مبارکہ (04) حدثنا عبد اللہ بن حکم

یعنی تیرے دل کا کیا حال ہے خوش ہے یا غمگین، مطمئن ہے یا پریشان، اسے ڈر ہے یا امید۔

خیال رہے کہ امتی کی وفات کے وقت اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اسے کلمہ سکھاتے ہیں۔

اَمِنَہُ مِمَّا یَخَافُ: یعنی بوقت موت مؤمن کا حال ڈوبتے ہوئے کی طرح ہونا چاہیے جیسے ایک موت نیچے کرتی ہے دوسری اوپر۔ گناہوں میں غور کرکے غیرت میں

Scanned with CamScanner

ڈوب جائے۔ رب کی رحمت میں سوچ کر تر جائے۔ ایسے کو

رب پکڑتا نہیں معافی دے دیتا ہے۔

← خیال رہے کہ مَوطن یا ظرف زمان ہے یا مکان۔ جیسے مقتلِ

حسین یعنی امام حسین کی شہادت کی جگہ یا وقت۔

← لفظ مِثلِ زائد ہے یا مبالغہ کے لیے۔

شرحِ حدیث مبارکہ 55) ابو بکر بن ابی شیبۃ

★ یعنی ملک الموت اور انکے ساتھی، مؤمن کے پاس رحمت کے فرشتے

استقبال کے لیے اور کافر کے پاس عذاب کے فرشتے گرفتاری کے

لیے۔ ان کے علاوہ ہوتے ہیں۔

★ نفس اور روح میں فرق اعتباری ہے۔ مظہرِ شر کو نفس کہتے ہیں۔

"اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ"

اور مظہرِ خیر کو روح "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ"

★ بیان طیبہ کی صفت سے نفس میں خوبی کے معنی پیدا ہو گئے۔ ظاہر یہ ہے

کہ نفس طیب سے اچھے عقائد کی طرف اور جسم طیب سے اچھے

اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تیرے عقائد بھی اچھے اور اعمال بھی صالح۔

★ معلوم ہوا کہ مؤمن صالح کی روح کھینچ کر نکالنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ بشارتیں

سن کر خود بخود ہی خوش ہوتی نکل آتی ہے۔

ہر آسمان پر استقبال ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آسمانی فرشتے ہر انسان کا نام اور اعمال جانتے ہیں۔

آسمان میں اللہ کے ہونے سے مراد اس کی تجلی، اسکے نور وغیرہ کا ہونا ہے ورنہ رب آسمان یا زمین میں ہونے سے پاک ہے۔

غالباً اس آسمان سے مراد عرش اعظم ہے وہ بھی ایک آسمان ہی ہے۔

برے سے مراد کافر ہے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ ہے کہ مومن متقی اور کافر کے حالات بیان فرماتے ہیں مومن فاسق کا پردہ رکھتے ہیں کرم نوازی ہے۔

کافر اگر اچھے اعمال صدقہ و خیرات بھی کرے۔ جب بھی اس کا جسم گندا ہی ہے نیک اعمال درستئ عقیدہ کے بغیر قبول نہیں۔

اس خبر کو بشارت فرمانا طنز و طعن کے طور پر ہے۔ رب فرماتا ہے

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ کافر کو یہ عذاب بعد قیامت دوزخ میں پہنچ کر ہو گا۔ ہاں دوزخ کی گرمی برزخ (قبر) میں بھی پہنچی رہے گی۔ کافر کے سامنے وہ دروازہ کھلوانا ذلیل کرنے کے لیے ہو گا۔

یہاں قبر سے مراد مقام سجین ہے جو ساتویں آسمان کے نیچے ہے۔ جہاں یہ روح قید کر دی جاتی ہے۔ اس قید کے باوجود اس کا تعلق اپنے جسم کے اجزائے اصلیہ سے رہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(شرح حدیث مبارکہ ۵۶) حضرت یحییٰ بن خلف

★ یہاں اللہ کو ملنے سے مراد موت ہے کیونکہ موت ہی خدا سے ملنے کا ذریعہ ہے یعنی منہ سے موت مانگنا منع مگر اسے پسند کرنا اچھا ہے۔

پسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں دل نہ لگائے۔ آخرت کے لیے تیاری کرے۔ ایسے بندے کو خدا پسند کرتا ہے اسکی زندگی بھی خدا کو پیاری ہے اور موت بھی ہر ایک کی زندگی موت، خدا کے ارادے سے ہی ہے مگر اس کی زندگی اور موت رب کے ارادے سے بھی ہے اور اس کی رضا سے بھی، ارادے و رضا میں بڑا فرق ہے

انا لنکرہ الموت۔ جان کنی کی شدت اور اسکی سختیوں کی وجہ سے نہ اس لیے کہ دنیا ہمیں پیاری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دنیا کی لذتیں دیکھی ہی کہاں، نہایت سادہ زندگی گزاری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد 1 پائی میراث نہ ملی۔

احب اللہ لقاءہ یہ تو عام مومنوں کا حال ہے۔ خواص کو جان کنی کے وقت جمال مصطفیٰ دکھایا جاتا ہے۔ ان کی اس وقت خوشی بیان سے باہر ہے۔ پھر انہیں جان کنی قطعاً محسوس نہیں ہوتی۔ روح خود بخود شوق میں جسم سے نکل جاتی ہے۔

چنانچہ کافر کو موت کے وقت 3 مصیبتیں جمع ہو جاتی ہیں: ① دنیا چھوٹنے کا غم،

② آئندہ مصیبتوں کا خوف ③ جان کنی کی شدت

غرضیکہ مومن کی موت عید ہے۔

اور کافر کی موت مصیبت۔ اسی لیے اولیاء کی موت کو عرس کہتے ہیں

شرح حدیثِ مبارکہ ۵۸) حدثنا عمران بن میسرہ کا ارشاد

علامہ نووی فرماتے ہیں: کسی مرض، فقر و فاقہ، دشمن کے خوف یا اس جیسی دوسری دنیوی مشقتوں کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں جب دینی نقصان یا کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں موت کی تمنا ممنوع نہیں۔

اور افضل یہی ہے کہ وہ صبر کرے۔ اور تقدیر پر راضی رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت: تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ ہی اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا مانگے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر جتنی زیادہ ہو اتنی بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر انسان طویل عمر پائے اور اس میں خوب نیک اعمال کرے۔ تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے کیونکہ نیک اعمال جتنے زیادہ ہونگے اتنے ہی درجات بھی زیادہ ہونگے۔ جیساکہ 1 حدیث میں مذکور ہوا کہ 1 مسلمان 1 شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا کیونکہ اس نے

Scanned with CamScanner

شہید سے 1 سال زیادہ عمر پائی ۔ اور اس نے اس 1 سال میں

اللہ کی اتنی عبادت کی کہ وہ نیک اعمال میں شہید سے آگے نکل گیا ۔

مفتی احمد یار خان فرماتے ہیں: "بیماری و آفات سے

گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے

نہایت ہی پیارا طریقہ ہے ۔ کیونکہ اس میں خیر و شر دین و دنیا کی خیر و شر شامل

ہے ۔ گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے ۔"

خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے کہ مجھے شہادت کی موت دے ،

مدینہ پاک میں موت دے ۔

Scanned with CamScanner